حضرت خواجہ محمد صادق نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ: حیات و خدمات

محمد الطاف سلطانی ☆

ڈاکٹر ممتاز احمد سدیدی الازہری ☆☆

Abstract:

Hazrdat Khawaja Muhammad Sadiq Naqashabandi is great sufi of the Sub-Continental. He passed all his life in the light of teachings of Islam and Sunnah of Holy Prophet(SAWW). He preached and did arrangement for spiritual training as an actual objective of life. He served all maniknd and played an important role in solving all its spiritual problems. Due to his great contribution in Tasawwuf, all learned personalities praised him.

Key Words:

Khawaja, Sadiq, Sub-continental, Arrangement, Tasawwuf, Praised.

دین وملت کا درد رکھنے والی شہرہ آفاق شخصیات میں ایک خواجہ محمد صادق نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت ہے، جن کی زندگی کا ہر لمحہ دین کی خدمت میں گزرا، آپ نے اپنی خداداد صلاحیتوں کو بروئے کار لا کر اپنے معتقدین اور حلقہ ارادت میں آنے والے احباب کو مقصد حیات سے نہ صرف آگاہ کیا بلکہ خود بھی اسے مدِّ نظر رکھا اور

☆ ایم فل اسکالر، شعبہ اسلامیات، منہاج یونیورسٹی، لاہور

☆☆ چیئرمین شعبہ عربی، منہاج یونیورسٹی، لاہور

اپنے ملنے والے ساتھیوں کو بھی ایسا کرنے کی تاکید فرمائی، یہ سب کچھ آپ کو اپنے خاندان سے ورثے میں ملا تھا۔

پیدائش:

علم وحکمت کا یہ آفتاب 25 دسمبر 1921ء بمطابق ۲۴ ربیع الثانی ۱۳۴۰ھ بمطابق ۱۱ پوہ بکرمی بروز اتوار طلوع ہوا۔ (۱)

آپ کے والد گرامی کا نام خواجہ سلطان عالم رحمۃ اللہ علیہ ہے جو کہ قبلہ عالم کے نام سے مشہور ہیں۔ آپ کی پیدائش اپنے آبائی گاؤں چھچیاں میرپور میں ہوئی، آپ کی پیدائش اس حجرہ میں ہوئی جس کے سامنے چھوٹا سا برآمدہ اور مختصر سا صحن تھا۔ اس حجرے سے مسجد کی طرف ایک کھڑکی کھلتی تھی۔ حجرے کی دیواریں پتھر سے کاٹی ہوئی تھیں ڈول لکڑیوں کی تھی۔ حجرے کی اونچائی بھی کوئی خاص زیادہ نہ تھی۔ (۲)

ابتدائی تعلیم:

حضرت خواجہ محمد صادق نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ نے ابتدائی تعلیم اپنے والدِ گرامی سے حاصل کی۔ آپ کو اپنی بسم اللہ خوانی کی تقریب یاد تھی۔ آپ نے فرمایا جب والد گرامی رحمۃ اللہ علیہ نے میری تعلیم کا آغاز فرمایا تو سب سے پہلے مجھے درود شریف پڑھایا پھر قصیدہ بردہ شریف کا یہ شعر پڑھایا:

كفاك بالعلم فى الامى معجزة

فى الجاهلية والتاديب فى اليتم

آپ نے قرآن مجید ناظرہ اور حفظ اپنے والد گرامی سے کیا۔ تجوید کے کچھ اسباق لاہور کے قاری صاحب سے پڑھے۔ (۳)

پرائمری کی تعلیم:

پرائمری تعلیم کے لیے آپ کو پرائمری سکول لڈر میں داخل کروایا گیا۔ یہ سکول آپ کے چھچیاں سے تھوڑے فاصلے پر تھا۔ اس زمانہ میں پرائمری تعلیم پہلی چار جماعتوں تک ہوتی تھی، پرائمری کی تعلیم کے بعد آپ کو ہائی سکول میرپور میں داخل کروایا گیا، آپ کے والد گرامی کا انتقال ہوا، اس اچانک وصال نے آپ کی زندگی کے رخ کو موڑ دیا۔ اب گھر میں کم سن بہنیں اور والدہ تھیں، آپ نے والدہ ماجدہ کی زیر سرپرستی علم دین کی تحصیل شروع کر دی۔ (۴)

اساتذۂ کرام:

حضرت خواجہ صاحب کے اساتذہ کے اسماء گرامی مختلف کتب میں اس طرح ذکر کئے گئے ہیں:

☆ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے والد گرامی حضرت خواجہ محمد سلطان عالم رحمۃ اللہ علیہ

☆ حضرت مولانا حکیم محمد میاں رحمۃ اللہ علیہ

☆ حضرت مولانا محمد عبداللہ لدڑوی رحمۃ اللہ علیہ

بیعت اور سلوک طریقت:

خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ اپنے والد گرامی خواجہ سلطان عالم رحمۃ اللہ علیہ کے دست بیعت تھے۔ خود فرماتے ہیں: ''ایک دفعہ والد گرامی حاجی غلام مصطفی کو بیعت کر رہے تھے، میرے دل میں بھی بیعت کا شوق پیدا ہو گیا فوراً والدہ محترمہ کے پاس جا کر کہا میرے ہم جماعت بیعت ہو رہے ہیں میں بھی بیعت ہونا چاہتا ہوں، وہ نانی صاحبہ کے پاس گئیں، انہیں خواجہ سلطانِ عالم رحمۃ اللہ علیہ کے پاس بھیجا، خواجہ سلطان عالم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تین جگہیں ہیں۔ (۱) باولی شریف (۲) ڈھنگروٹ شریف (۳) گوڑہ سیداں شریف یہ سن کر میں نے جواب دیا یہ آپ کے پیر خانے ہیں مجھے آپ کافی ہیں۔ اس جواب پر آپ کے چہرے پر خوشی کا اظہار ہوا اور ہاتھ بڑھا کر سلسلہ عالیہ میں شامل کر لیا۔ اس کے بعد مولانا غلام نبی کو فرمایا: ''ان کو توجہ دو''(۵)

وصال:

حضرت خواجہ محمد صادق نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ ۳۱ دسمبر ۲۰۰۸ء اس دنیا فانی سے رخصت ہوئے۔(۶)

خواجہ محمد صادق نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ کی سیرت و کردار:

اخلاص:

اسلام اور دیگر الہامی مذاہب میں قدر مشترک پائی جاتی ہے کہ ان سب کا خطاب براہ راست انسانی دل کو ہے، اخلاق ہوں یا عبادات، عقائد ہوں یا معاملات، کردار ہو یا اعمال ہر مرحلہ پر اسلامی احکام کا روئے سخن دل کی جانب ہی ہوتا ہے، دل ہی وہ مقام ہے جہاں سے ہر اچھے برے کام کی تحریک کی ابتداء ہوتی ہے، اسی لیے اسلامی تعلیمات کی رو سے نیک کام وہ ہے جس کا مقصد صرف اور صرف رب تعالیٰ کے حکم کی بجا آوری اور اس کی رضا کا حصول ہو، اسی جذبے کا نام اخلاص ہے۔ حضرت خواجہ صاحب نے اپنے حلقہ اثر میں اسی

وصف کو اپنانے کی ہمیشہ تلقین کی۔ آپ نے ریاکاری اور دکھاوے سے خود بھی عملی طور پر نفرت کی اور لوگوں کو بھی اس کے عواقب ونتائج سے باخبر فرمایا۔

حضرت خواجہ محمد صادق صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے متعدد مجالس میں اخلاص کی اہمیت اور ریاکاری کی مذمت کو واضح انداز میں بیان فرمایا، آپکا ارشاد گرامی ہے:

> ''اخلاص کے ساتھ عمل اگر تھوڑا بھی ہو تو وہ پہاڑوں جیسا ہوتا ہے۔ اور بغیر اخلاص کے اعمال اگر پہاڑوں کے برابر ہوں تو وہ لکڑیوں کے ڈھیر کی مانند ہوتے ہیں جن کو آگ فنا کر کے خاکستر بنا دیتی ہے۔''(۷)

ایک مجلس میں آپ رحمۃ اللہ علیہ نے یوں فرمایا: ''اللہ تعالیٰ اخلاص کی قدر فرماتا ہے جو کام اس کی رضا کے حصول کیلئے اخلاص اور نیک نیتی سے کیا جائے اس میں خیر وبرکت ہوتی ہے۔''

ایک دفعہ فرمایا: ''عمل وہی باقی رہتا ہے جو اللہ تعالیٰ کی رضا کیلئے کیا جائے، کیوں کہ وہ ذات باقی ہے، اور اس کی خوشنودی کیلئے کیا جانے والا کام بھی باقی رہتا ہے۔''(۸)

حضرت خواجہ صاحب کا زہد:

حضرت خواجہ محمد صادق نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ کی ذات کو اللہ تعالیٰ نے صفات حسنہ اور اخلاق فاضلہ کا ایک بہترین نمونہ بنایا تھا، دوسرے اوصاف حسنہ کی مانند اگر زُہد وورع کے زاویہ سے آپ کی سیرت کا جائزہ لیا جائے تو یوں معلوم ہوتا ہے کہ آپ اس صفت حسنہ میں بھی اپنی مثال آپ ہی تھے، اس معاملے میں بھی آپ کا کوئی ثانی نہ تھا۔ حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ایک دفعہ اللہ والوں کی علامت بیان کرتے ہوئے فرمایا:

> ''انہیں کسی چیز کے ہونے یا نہ ہونے پر ملال یا خوشی نہیں ہوتی، اللہ والے قلت وکثرت سے بے نیاز ہو کر مطمئن زندگی گزارتے ہیں، جب کہ دنیادار سب کچھ ہونے کے باوجود مضطرب اور پریشان رہتے ہیں، سوچ کا یہ فرق دونوں کی زندگی کے ہر مقام پر نمایاں نظر آتا ہے''۔(۹)

حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے پاس ہزاروں لاکھوں روپے نذرانے آتے لیکن آپ کے زہد کا یہ عالم تھا کہ غروب آفتاب سے پہلے ان کو کارہائے خیر کی مختلف مدات میں تقسیم فرما کر متعلقہ افراد کے حوالہ فرما دیتے اور خالی ہاتھ ہو جاتے، نذرانوں کی آمدنی کا ایک ایک پیسہ آپ امانت خیال فرماتے، اپنی ذات اور اپنے اہل وعیال کیلئے اس میں کچھ پاس نہ رکھتے، ایک دفعہ امانت کی اہمیت بیان کرتے ہوئے فرمایا: کبھی کبھار جب پوتے، نواسے اور نواسیاں آتی ہیں تو ان کو رخصت کرتے وقت وسائل کی تنگی کا احساس ہوتا ہے، بندہ کے

پاس اپنا ذاتی کچھ اثاثہ نہیں ہوتا، جس سے ان کی دل جوئی کی جائے، سنگی جو کچھ پیش کرتے ہیں وہ امانت ہوتا ہے اور اس میں اپنی ذات کیلئے ایسے اخراجات کرنے کا میں اپنے آپ کو مجاز نہیں سمجھتا بلکہ ان امانتوں کو مدارس، مساجد اور دیگر رفاہی کاموں میں صرف کر دیا جاتا ہے، سنگی اس اعتماد کے ساتھ نذرانے پیش کرتے ہیں کہ کسی کار میں خیر صرف ہوں گے۔

ایک دفعہ فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ آج تک دِل میں خیال نہیں آیا کہ کچھ اپنی ذات کیلئے رکھ لیا جائے۔''(۱۰)

شکر:

حضرت خواجہ محمد صادق نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی پر نظر ڈالتے ہیں۔ تو ہمیں آپ کی زندگی میں سیرت طیبہ کا حسن جھلملاتا نظر آتا ہے، اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی قدر کے بھرپور جذبہ سے آپ عمر بھر سرشار رہے، کسی بھی نعمت کو ہلکا نہ جانا، ہر نعمت کی کما حقہ قدر فرمائی، اور اس کی تلقین اپنے احباب طریقت کو فرمائی۔ (۱۱)

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے عمر بھر دکھ، درد تکلیف کو بھی نعمت الٰہیہ جانا اور اس پر شکر ادا فرماتے رہے۔ چنانچہ کسی نے آپ سے صحت کے بارے میں پوچھا تو فرمایا: ''قلق، درد اور مرض سے کون خالی ہے؟ وقت گزر رہا ہے اللہ کا شکر ہے۔''

آپ رحمۃ اللہ علیہ کی حیات مبارکہ سادگی کا مرقع تھی، سادہ کھانا اور سادہ پہناوا زندگی بھر آپ رحمۃ اللہ علیہ کا شیوہ رہا، کسی ٹھاٹھ باٹھ کو آپ نے اپنی زندگی میں داخل نہ ہونے دیا، ہر اچھی چیز جو آپ کی خدمت میں بطور تحفہ یا نذرانہ پہنچتی آپ کی کوشش ہوتی کہ وہ بہتر جگہ پر پہنچے آپ ایسی اشیاء کو مشائخ کرام کی اولادوں، علماء اور دربار عالیہ میں موجود مہمانوں میں تقسیم فرما دیتے، یا انہیں بازار بھیج دیتے اور ان سے حاصل ہونے والی رقوم کو مدارس، مساجد وغیرہ کارہائے خیر میں وقف فرما دیتے۔ (۱۲)

صبر:

صبر کا لغوی معنی حبس اور منع ہے، یعنی کسی شے کو روک دینا، اللہ کی ساری مخلوق میں صبر صرف انسان کا خاصہ ہے، صبر کسی اور مخلوق میں نہیں ہے۔ انسان ملکیت اور بہیمت دونوں کا مجموعہ ہے، وہ اوامر ونواہی کا مکلف ہے، اس لیے قدم قدم پر اسے اپنی خلاف شرع خواہشات کو دبانا پڑتا ہے، انہیں لگام دینا پڑتی ہے، اسی کا نام صبر ہے۔ حضرت خواجہ محمد صاق رحمۃ اللہ علیہ نے تمام عمر صبر کو اپنایا اور اپنے حلقہ ارادت میں لوگوں کو بھی اس کی

تلقین کی۔

حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ذاتی معالج آپ رحمۃ اللہ علیہ پر مختلف امراض کا ہجوم، ان کی شدت اور آپ کے کمال صبر واستقامت کے بارے میں تحریر فرماتے ہیں:

''حضرت خواجہ محمد صادق صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو دوران علالت بخار، بلڈ شوگر 500 سے زائد، گردن کا شدید درد، پتہ کا درد، پاؤں کی سوجن، پیٹ کا پھول جانا، سینہ کے بالمقابل پیٹھ پر تکلیف اور کھانا نہ کھانا یہ تمام چیزیں ساتھ ساتھ چلتی رہیں لیکن اس کے باوجود چہرہ مبارک پر تکلیف کے آثار دکھائی نہ دیتے۔ لیکن زبان مبارک پر توبہ واستغفار، اللہ تعالیٰ کا ذکر، تلاوت قرآن مجید جاری رہی، یہ سب کچھ سمجھ سے بالاتر ہے کہ ایک عام انسان ان حالات میں ان میں سے کسی ایک چیز کو بھی برداشت نہیں کرسکتا لیکن آپ ہیں کہ ان تکالیف کے باوجود آنے جانے والے مہمانوں کی خبرگری فرماتے رہے، کبھی فرماتے ان کو کھانا کھلاتیں، کبھی ارشاد فرماتے چاہے پلائیں۔''(۱۳)

حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ اپنے عقیدت مندوں کو پریشانیوں، مصائب اور آلام میں اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرنے کا حکم فرمایا کرتے تھے، ایک سنگی حاضر ہوا اور عرض کی میرا بیٹا ایک پریشانی میں مبتلا ہے اس کا کچھ حل بتائیں۔ تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ''اپنی مصیبت کو سامنے رکھ کر اس آیہ کریمہ کا ورد کیا کرے۔''(۱۴)

کئی دفعہ بعض احباب طریقت حضرت خواجہ صاحب کی خدمت میں اپنے بھائیوں اور دوسرے اعزہ واقرباء کی شکایت کرتے کہ انہوں نے ظلم اور زیادتی کی ہے تو آپ رحمۃ اللہ علیہ انہیں جواب میں صبر کرنے کا حکم دیتے۔ (۱۵)

تواضع:

تواضع ایسی نعمت ہے جس پر کوئی حسد نہیں کرتا اور تکبر ایسی بلا ہے جس میں موجود ہو کوئی اس پر رحم نہیں کرتا، عزت تواضع اختیار کرنے میں ہے جو کوئی اسے تکبر میں تلاش کرے اسے یہ میسر نہیں آسکتی ہے۔ یہ اتنی اہم اخلاقی قدر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو اسے اپنانے کا حکم دیا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ لِلْمُؤْمِنِينَ۔''(۱۶)

اپنا بازو مومنوں کیلئے جھکا دیجئے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب بندوں کی صفات میں ارشاد فرمایا:

”وَ عِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِیْنَ یَمْشُوْنَ عَلَی الْاَرْضِ ھَوْنًا وَّاِذَا خَاطَبَھُمُ الْجٰھِلُوْنَ قَالُوْا سَلٰمًا“(۱۷)

خدائے رحمٰن کے خاص بندے وہ ہیں جو زمین پر عاجزی سے چلتے ہیں اور جب جاہل لوگ ان سے جہالت کی باتیں کرنے لگیں تو وہ ان کو سلام کہہ دیتے ہیں۔

ان آیات میں ہمیں تواضع اور عاجزی کے مختلف انداز بتائے ہیں مقصد یہ ہے کہ انسان کے لئے مناسب اور سکون یہ ہے کہ اس کے ہر قول، فعل، حرکت اور سکون سے تواضع اور عاجزی کا اظہار ہونا چاہئے کیوں کہ یہی بندگی کا تقاضا ہے۔

جب ہم حضرت خواجہ محمد صادق نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ کی حیات طیبہ پر نظر ڈالتے ہیں تو ہمیں محسوس ہوتا ہے کہ آپ کی ذات میں یہ صفت اپنے پوری جوبن اور کمال سے موجود تھی، آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی پوری زندگی اس عادت کو اپنے سینے سے لگائے رکھا، آپ کے ہر عمل، قول اور حرکت میں اس کا اظہار ہمیشہ ہوتا رہا، کسی تعلّی، غرور اور تکبر کا وہاں تصور تک نہ تھا۔

درج ذیل حقائق اس دعوے کی تائید کرتے ہیں، آپ کی بارگاہ میں ضرورت منداور حاجت مند لوگوں کا تانتا بندھا رہتا تھا، وہ اپنی تمام پریشانیاں آپ کی خدمت میں پیش کر کے توجہ اور دعا کی درخواست کیا کرتے۔ آپ ان میں بعض کو فرماتے:

> ”میں آپ کیلئے دعا گو ہوں آپ بھی میرے لیے دعا کیا کریں، تالی دونوں ہاتھوں سے بجتی ہے، میں خود پریشان ہوں نہ معلوم انجام کیا ہوگا“ بعض اوقات یوں ارشاد فرماتے:
>
> ”بندے کو چاہئے کہ اس پاک ذات کے احکام کی اطاعت کرے اور اس اطاعت گزینی کو اس کی رضا کا ذریعہ بنائے، عاجزی وانکساری کو اپنی زندگی کا شعار بنانے کیلئے ہر آن اس کے احکام پیش نظر رکھے، مشکلات اور مصائب پر شکایت نہ کرے، صبر سے کام لے، صبر سے کام لینے والے ہی کامیاب وکامران ہوتے ہیں، اللہ تعالیٰ کی رحمت، مدد اور نصرت صبر کرنے والوں کے ساتھ ہوتی ہے۔“ (۱۸)

حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ اکثر فرماتے تھے: ”کسی کو کسی کا سہارا ہوتا ہے کسی کو کسی اور کا، اس بندہ کا

عاجز کو اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ درویشوں کی ہمدردی پر بھروسہ ہے، دعا کریں اللہ تعالیٰ اپنی رضا کے کاموں کی توفیق دے شامل حال رکھے۔"(19)

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے عاجز و نیاز کے سانچے میں ڈھل کر فرمایا:

"ہمارے ساتھ عقیدت کے باعث اگر کسی کو کوئی فائدہ پہنچ جائے تو اس میں ہمارا کیا کمال ہے، کمال تو اس ذات پاک کا ہے جو عقیدت مند کو چلا کر لائی اور پھر اس کا کام بنا دیا۔"(20)

مال و متاع سے بے نیازی:

عموماً خانقاہی نظام میں یہ قانون ہوتا ہے کہ مرید اپنے شیخ کو نذرانے پیش کرتے ہیں اور شیخ قبول فرماتے ہیں۔ اب تو یہ مرورِ زمانہ رسم بن چکی ہے کہ مرید اپنے پیر کو نذرانے پیش کرتے ہیں کہ مرید آئیں اور نذرانے پیش کریں۔ کچھ احباب کو مریدوں کی خوشحالی اور بدحالی کا احساس تک نہیں ہوتا۔

خواجہ محمد صادق نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ نے اس عمل کو رسم بننے سے روکنے کے لیے اپنے حلقہ ارادت میں داخل ہونے والوں کو ہدایت فرما رکھی تھی: ساتھی خالی ہاتھ آیا کریں، یہاں اپنے گھروں کی طرح رہا کریں کسی قسم کا تکلف نہ کیا کریں۔ اس میں کچھ شک نہیں کہ بزرگوں کی خدمت میں کچھ نذرانہ پیش کرنا ادب کے قرینوں میں سے ایک قرینہ ہے مگر حالات ساتھ نہ دیں تو باہمی ملاقات میں یہ عادت رکاوٹ نہ بنے۔ اگر کسی ساتھی کا نذرانہ ہٹا دیا جائے تو ساتھی کی دل آزاری ہوگی۔(21)

آپ کی طرف سے اس ممانعت کے باوجود کچھ ساتھی جذبہ خدمت سے مغلوب ہو کر نذرانے پیش کرتے تھے۔ روزانہ لاکھوں کی تعداد میں نذرانے ہو جاتے آپ شام سے پہلے یہ نذرانے مختلف مدات میں تقسیم فرما دیتے۔ لیکن اس کے باوجود آپ کا لباس کھدر کا ہی تھا، مسلسل کئی دن روزے سے رہتے، کھردری چٹائی یا ہلکا قالین کا ٹکڑا آپ کی مسند رہتا، دیسی طرز کا جوتا آپ کا پاپوش تھا، رسیوں سے بنی ہوئی چارپائی آپ کی آرام گاہ تھی، نذرانوں کی آمدن کا مصرف مدارس اور مساجد ہوتی تھیں، جو کچھ آتا راہِ خدا میں صرف کر دیتے تھے۔(22)

ایک دفعہ ایک صاحب کو رخصت کے وقت پچاس روپے اور مٹھائی کا ایک ڈبہ دے کر ارشاد فرمایا: "یہ چیزیں دینے کا مقصد نذرانے دینے میں تحریک پیدا کرنا نہیں بلکہ آپ جب بھی آیا کریں خالی ہاتھ آیا کریں"۔(23)

آپ کا یہ کردار سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس جو کچھ آتا آپ شام سے پہلے تقسیم فرما دیتے۔

دنیوی معاملات میں عدم دلچسپی:

خواجہ محمد صادق نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ ہر وقت توجہ الی اللہ میں مشغول رہتے۔ حتیٰ کہ آپ کو دنیوی معاملات سے بالکل عدم دلچسپی تھی، ایک دفعہ آپ نے فرمایا: ''ایک بار ساتھیوں نے مجھے فوجیوں کے کندھوں پر لگے نشانوں سے ان کے عہدوں کی پہچان بتائی مگر مجھے یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ کس شخص کا عہدہ کیا ہے''۔ ایک دفعہ فرمایا: مجھے ٹیلی فون کے استعمال کا طریقہ نہیں آتا اتنا بھی معلوم نہیں کہ کس طرف سے سنتے ہیں، ماضی میں ایک درویش نے فون پر بات کرنا چاہی تو میں نے درویشیوں کے ذریعے ان کو پیغام دیا کہ میں ٹیلی فون سے بات کرنے سے بہرہ ہوں۔''(۲۴)

سبحان اللہ! عصر حاضر کا ایک شیخ طریقت دنیوی امور سے کس قدر بے رغبت مگر اس کے باوجود احباب کے حالات سے ہمہ وقت آگاہ، مہمانوں کی خدمت اور تواضع کا بھی بھرپور اہتمام۔

◆◆◆

حوالہ جات

۱۔ محمد علیم الدین، مفتی، تذکرۂ جاناں، مکتبہ سلطانیہ جہلم، ۲۰۱۴ء، ص:۱۵

۲۔ فیض عالم، حاجی، بیاض فیض، مکتبہ سلطانیہ جہلم، ۲۰۰۰ء، ص:۴۱

۳۔ محمد علیم الدین، مفتی، آفتاب مشائخ، مکتبہ سلطانیہ جہلم، ۲۰۱۴ء، ص:۴۵۹

۴۔ تذکرۂ جاناں، ص:۲۳

۵۔ بیاض فیض، ص:۴۱

۶۔ آفتاب مشائخ، ص:۵۴۶

۷۔ محمد علیم الدین، مفتی، ارمغان طریقت، مکتبہ سلطانیہ، جہلم، ۲۰۱۱ء، ص:۵۵

۸۔ محمد علیم الدین، مفتی، نور خانقاہ ہدایت، ص:۲۴

۹۔ مرجع سابق، ص:۱۲۲

۱۰۔ محمد علیم الدین، مفتی، تذکرہ جاناں، ص:۱۴۹

۱۱۔ محمد علیم الدین، مفتی، نور خانقاہ ہدایت، ص:۱۲۴

۱۲۔ معین نظامی، ڈاکٹر، تذکرہ سلطانیہ، مکتبہ سلطانیہ جہلم، ۲۰۰۹ء، ص:۲۲۰

۱۳۔ نور خانقاہ ہدایت، ص:۱۴۴

۱۴۔ مرجع سابق، ص:۱۴۶

۱۵۔ اکبر داد، پروفیسر، مکاتیب الفردوس، مطبوعہ الحسن پبلیشر فیصل آباد، ۲۰۰۶ء، ج:۲، ص ۲۶۵

۱۶۔ الحجرات، ۴۹:۸۸

۱۷۔ الفرقان، ۲۵:۶۳

۱۸۔ محمد علیم الدین، مفتی، نور خانقاہ ہدایت، ص:۲۴

۱۹۔ اکبر داد، پروفیسر، مکاتیب الفردوس، ج:۱، ص:۲۶۸

۲۰۔ محمد علیم الدین، مفتی، نور خانقاہ ہدایت، ص:۸۹

۲۱۔ محمد علیم الدین، مفتی، تذکرہ جاناں، ص:۲۴۹

۲۲۔ محمد علیم الدین، مفتی، نور خانقاہ ہدایت، ص:۹۹

۲۳۔ مرجع سابق، ص:۱۰۱

۲۴۔ محمد علیم الدین، مفتی، تذکرہ جاناں، ص:۲۴۹

♦♦♦